تفسیراتِ احمدیہ

فی بیان الآیات الشرعیہ

یعنی

قرآن پاک کے فقہی مسائل

ملا احمد جیون امیٹھوی

ترجمہ و حواشی

مولانا محمد احمد

فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

المیزان

تفسیراتِ احمدیہ

فی بیان الآیات الشرعیہ

یعنی

قرآن پاک کے فقہی مسائل

ملا احمد جیونؒ امیٹھوی

ترجمہ و حواشی

مولانا محمد احمد

فاضل جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد

المیزان ناشران و تاجرانِ کتب

الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان

المیزان

عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

باہتمام: محمد ادریس اعوان

سلسلہ مطبوعات۔ ۷۰

سن اشاعت ۲۰۰۵ء
محمد شاہد عادل نے
زاہد بشیر پرنٹرز سے چھپوا کر
المیزان اردو بازار لاہور سے شائع کی۔

وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا دنیا میں ان سے حسن سلوک کر۔

ان سب امور کے متعلق صاحب ہدایہ لکھتے ہیں آدمی پر واجب ہے کہ جب اس کے والدین اور اجداد محتاج ہوں تو انہیں نان ونفقہ مہیا کرے۔ خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا یہ آیت کافر ماں باپ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور یہ کوئی معروف کام نہیں کہ انسان خود ناز ونعم میں ہو اور ماں باپ کو بھوک سے مرتا چھوڑ دے۔ اسی طرح اجداد اور جدات بھی ماں باپ کے حکم میں ہیں۔

باب جہاد میں صاحب ہدایہ اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اگر میدان جنگ میں کوئی شخص اپنے باپ کو مشرکین کی صف میں دیکھے تو ابتداً اسے قتل نہ کرے۔ ہاں اگر والد اس پر حملہ کر دے اور والد کو قتل کئے بغیر جان بچانے کی کوئی صورت نہ ہو تو دفاعاً قتل کرسکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ: وَ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ اس شخص کی پیروی کر جو توحید، اخلاص فی العمل اور حسن اطاعت میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے، کہا جاتا ہے کہ من اناب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ آپ نے فوراً اسلام قبول کرلیا تھا۔

ارشاد باری تعالیٰ: ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ الخ یعنی تم بھی اور تمہارے والدین بھی سب میرے پاس آؤ گے اور میں ہر ایک کو اس کی نیکی و بدی سے مطلع کر کے اس کے موافق جزا دوں گا۔

۳۔ پانچ باتوں کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے

﴿ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ج وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ج وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ط وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ م بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ○﴾ (۳۱: ۳۴)

بے شک قیامت کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ وہی بارش برساتا ہے۔ اور جو کچھ ماؤں کے رحموں میں ہے اسے بھی وہی جانتا ہے۔ کوئی شخص یہ بات نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا۔ اور نہ ہی یہ جانتا ہے کہ اس کی موت کہاں واقع ہوگی۔ بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا۔ خبر رکھنے والا ہے۔''

اس آیت کے نزول کے متعلق منقول ہے کہ حارث بن عمر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔

۱۔ قیامت کب واقع ہوگی؟

۲۔ بارش کب ہوگی؟

۳۔ میری بیوی حاملہ ہے اس کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی؟

۴۔ کل جو کچھ میں کر چکا ہوں اسے میں جانتا ہوں آپ بتائیے آئندہ کل کیا ہوگا؟

۵۔ مجھے معلوم ہے کہ میں کہاں پیدا ہوا تھا۔ مجھے بتائیے کہ میں کہاں دفن کیا جاؤں گا۔

اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی یہ پانچ اشیاء خزانہ غیب سے متعلق ہیں صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ کسی انسان، جن یا فرشتہ کے علم میں نہیں کہ قیامت کب واقع ہوگی؟ بارش کب ہوگی؟ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ لڑکا ہے یا لڑکی؟ تام الخلقت ہے یا ناقص الخلقت ہے؟ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کل وہ کیا کرے گا؟ اچھا کام کرے گا یا برا کام کرے گا؟ بسا اوقات انسان اچھائی کا ارادہ کرتا ہے اور برائی ہو جاتی ہے۔ اور بسا اوقات برائی کرنا چاہتا ہے لیکن اس کے ہاتھوں کوئی نیک کام سرانجام پا جاتا ہے۔ کسی کو معلوم نہیں کہ اس کی موت کہاں واقع ہوگی؟ بعض اوقات کوئی شخص کسی جگہ ڈیرہ جما کر بیٹھ جاتا ہے اور پختہ عزم کر لیتا ہے کہ یہاں سے کہیں نقل مکانی نہیں کرے گا۔ اور اچانک تقدیر اسے اٹھا کر ایسی جگہ لا ڈالتی ہے جو اس کے خواب و خیال میں بھی نہ تھی۔

مشہور ہے کہ ملک الموت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے گزرے اور آپ کے ہم نشینوں میں سے ایک شخص کو بڑے غور سے دیکھا۔ اس شخص نے سلیمان سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے؟

سلیمان علیہ السلام نے کہا ''ملک الموت''

اس پر وہ کہنے لگا ''معلوم ہوتا ہے کہ ملک الموت میری جان نکالنا چاہتا ہے۔ ہوا کو حکم دیجئے تا کہ مجھے یہاں سے اٹھا کر ہندوستان یا چین لے جائے۔''

چنانچہ ہوا نے اسے اٹھا کر ہندوستان پہنچا دیا۔ جہاں ملک الموت نے اس کی روح قبض کر لی اور سلیمانؑ کو بتایا کہ میں اسے گھور کر اس لئے دیکھ رہا تھا کہ مجھے حکم ہوا تھا کہ میں اس کی روح تھوڑی ہی دیر بعد ہندوستان میں قبض کروں اور وہ یہاں تھا۔ سو جس طرح یہ کسی کے علم میں نہیں کہ کہاں مرے گا۔ یہ بھی کوئی نہیں جانتا کہ کب جان دے گا۔

اللہ تعالیٰ کے لئے لفظ علم اور انسان کے لئے درایۃ استعمال کرنے کی وجہ ❶ یہ ہے کہ درایۃ میں حیلہ کے معنی پائے جاتے ہیں یعنی انسان خواہ کتنے حیلے اور تدابیر اختیار کرتا پھرے اسے معلوم نہیں کہ اس کے لئے کون سا کام زیادہ بہتر ہے۔

آیت میں حصر صرف تین چیزوں کے بارے میں ہے۔ بارش اور مَا فِي الْاَرْحَامِ کے بارے میں حصر نہیں اس کے باوجود پانچوں امور میں حصر کی وجہ یہ ہے کہ جب آیت وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ ۔ نازل ہوئی تو آپؐ سے دریافت

❶ دور جدید کی تحقیقات اور جدید آلات کی ایجاد کی بنا پر ان پانچ امور کو مفاتح الغیب قرار دینا شاید درست نہ ہو۔ کیونکہ علم اور درایت کی تفریق اور تین امور میں حصر اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ غیب جس پر کسی کا مطلع ہونا محال ہے وہ تین امور ہیں۔ اور مزید یہ کہ لفظ علم اور درایت کی تفریق ایک واضح اشارہ ہے کہ جن امور کے ساتھ لفظ علم کا استعمال ہے ان کا علم انسان کو حاصل ہو سکتا ہے اس لیے کہ علم اللہ تعالیٰ کی ان صفات میں سے ہے جن کا قلیل حصہ انسان کو عطا کیا گیا ہے۔ لفظ علم مشیر ہے یقینی نہیں تو ظنی علم انسان بھی ان کا حاصل کر سکتا ہے چنانچہ آج کی علمی ترقی نے اس کو ثابت کر دیا ہے اور انسان غیث اور مافی الارحام کا علم حاصل کر رہا ہے۔ خواہ ظنی ہی ہو۔ اور علم الساعۃ کے ساتھ عندہ کا حصر اس کو اس سے مستثنیٰ کر رہا ہے، حاصل یہ کہ تین کا حصر قابل فائدہ ہے۔ البتہ حدیث کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ حضور ﷺ کا فرمان مخاطبین کے فہم کے موافق ہے جیسا کہ جدید ایجاد سے قبل تک ہمارے لئے بھی یہی تعبیر، حتمی تھی اور اشکال اور اعتراض کی گنجائش نہ تھی۔ مگر آج ایک قوی اشکال موجود ہے جس کا حل صورت مذکورہ کے سوا اور کچھ نہیں۔

کیا گیا ''مفاتح الغیب کیا ہیں؟''

آپ نے فرمایا مفاتح الغیب پانچ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی:

اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ الخ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچوں یکساں ہیں پس ضروری ہے کہ ظاہر آیت کو چھوڑ کر اس کا وہی مطلب لیا جائے جو حضورؐ نے لیا ہے۔

بعض مفسرین کے نزدیک وَیُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ ج وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ بتاویل مصدر علم کے تحت ہیں اور تقدیر عبارت یوں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ نَزُولُ الۡغَیۡثَ وَیَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ اسی طرح عِنۡدَہٗ کی تقدیم کی بنا پر ان ہر دو میں حصر ہے۔ جو شخص ان پانچ چیزوں یا ان میں سے کچھ کے جاننے کا دعویٰ کرے تو وہ جھوٹا ہے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جو شخص ان پانچ کے علم کا مدعی ہے وہ جھوٹ بولتا ہے۔ کہانت سے بچ کر رہو کیونکہ کہانت شرک کی دعوت دیتی ہے۔ اور شرک اور مشرک دوزخی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ منصور نے خواب میں ایک فرشتہ دیکھا اور اس سے اپنی بقیہ عمر کے بارے میں دریافت کیا۔ فرشتے نے جواب میں پانچ انگلیوں سے اشارہ کیا۔ کسی نے اس کی تعبیر پانچ سال، کسی نے پانچ ماہ، اور کسی نے پانچ دن بتائی۔ جب امام ابوحنیفہؒ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا فرشتہ یہ اشارہ کر رہا تھا کہ اس کا علم ان پانچ اشیاء میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

یہاں بظاہر ایک اشکال ہے کہ

۱۔ بعض اوقات منجم آئندہ کی باتیں بتا دیتے ہیں۔

۲۔ جن غیب کی خبریں دیتے ہیں۔

۳۔ بعض اولیاء اللہ ایسی باتیں بتاتے ہیں جو امور غیبیہ سے ہوتی ہیں۔

پہلے سوال کا جواب صاحب مدارک نے یہ دیا ہے کہ منجم یا موسمی پیش گوئی کرنیوالے بارش وغیرہ کے متعلق جو کچھ بتاتے ہیں وہ مطالع کو دیکھ کر اور ان پر قیاس کر کے بتاتے ہیں۔ اور جو چیز کسی دلیل کی بنا پر بتائی جائے وہ غیب نہیں۔ نیز یہ صرف ظنی ہے یقین نہیں۔ اور اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغۡنِیۡ مِنَ الۡحَقِّ شَیۡئًا

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جنوں کی بتائی ہوئی باتیں غیب کی خبریں نہیں ہوتیں بلکہ یوں ہوتا ہے کہ جہاں کہیں کوئی واقع ظہور پذیر ہوتا ہے مثلاً شام میں زید مر جاتا ہے اور جن وہاں حاضر ہوتے ہیں وہ اس واقعہ کی خبر اپنی سرعت رفتار کی بنا پر فوراً روم میں پہنچا دیتے ہیں کہ زید مر گیا۔ اور جب وہی خبر کافی مدت کے بعد عام طریقے سے روم پہنچتی ہے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ جنوں نے غیب کی خبر دی تھی۔ حالانکہ لوگوں کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ غیب وہ ہے جس کا تعلق آئندہ سے ہو جو چیز حال یا ماضی میں واقع ہو چکی ہے وہ ہرگز غیب نہیں۔ جن چونکہ انسان سے تیز رفتار ہیں اس لئے اسے غیب کا جامہ پہنا دیتے ہیں۔

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ بعض اولیاء اللہ امور غیبیہ کے بارے میں جو کچھ کہتے ہیں مثلاً کسی حاملہ کے متعلق یہ کہہ دیں کہ اس کے بیٹا پیدا ہوگا اور یا کہتے ہیں کہ بارش ہوگی تو یہ محض خوشخبری اور دعا کے طور پر کہتے ہیں۔ چونکہ عموماً وہ مستجاب الدعوات ہوتے ہیں اس لئے ان کی دعا تقدیر کے موافق ہو جاتی ہے۔ اور جو کچھ وہ کہیں وہ واقع بھی ہو جاتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ عالم الغیب ہوتے ہیں۔ جو کچھ وہ بتاتے ہیں وہ بھی ظنی چیز ہوتی ہے یقینی ہرگز نہیں ہوتی۔ اور آیت میں غیر اللہ سے علم کی نفی ہے ظن کی نہیں۔

ایک جواب یہ بھی ہے کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں مثلاً کسی جگہ کے متعلق جو انہوں نے نہیں دیکھی ان کا یہ کہنا کہ اس جگہ کوئی خطرناک چیز ہے۔ یہ چیز ان پانچ امور میں داخل ہی نہیں جن امور کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ لہٰذا اس کے جاننے سے کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اگرچہ یہ ٹھیک ہے کہ ان پانچ امور کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے لیکن ممکن ہے کہ وہ کوئی بات جو امور غیبیہ سے متعلق ہو اس بات سے اپنے کسی محبوب بندے کو آگاہ کر دے اور اگر اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ میں خَبِيْرٌ کا معنی مخبر کریں تو اس سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

ایک سوال یہاں یہ بھی ہے کہ تمام امور غیبیہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ تو ان پانچ امور کی تخصیص کی کیا وجہ ہے؟
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ پانچ امور علم غیب کی کنجیاں ہیں اور بڑے بڑے امور بلکہ اصول ہیں مثلاً جو یہ جان لے کہ کل کیا ہوگا تو اسے معلوم ہوگا کہ کل زید کی موت واقع ہوگی، عمرو کی ولادت ہوگی، فلاں حادثہ پیش آئے گا، فلاں شخص سے فلاں شخص کی ملاقات ہوگی۔ وغیرہ

امام بیضاوی نے سورۃ جن کی آیت عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ کے تحت جو کچھ لکھا ہے اس سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے لکھتے ہیں:
اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ مخصوص علم غیب کی اطلاع کسی کو نہیں دیتا مگر جس پر راضی ہو اور اسے پسند کرے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا محبوب بعض امور غیبیہ پر مطلع ہو جاتا ہے اور یہ اس کے لئے معجزہ بن جاتا ہے۔

صاحب بیضاوی نے مِنْ رَّسُوْلٍ کو مِنْ کا بیان قرار دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص علم غیب سے مراد بھی شاید یہی پانچ چیزیں لی ہیں۔ کیونکہ ان کے علاوہ اکثر امور کئی اشخاص کے علم میں ہوتے ہیں۔ پھر بعض کو علم کی قید سے مقید کرنے کی وجہ یہ ہے کہ قیامت کا علم خارج ہو جائے کیونکہ یہ علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ: مِنْ رَّسُوْلٍ کو مَنِ ارْتَضٰى کا بیان بنا کر اس سے کرامت کا ابطال ثابت کرنا غلط ہے جیسا کہ صاحب کشاف نے معتزلی ہونے کی وجہ سے اس سے یہ استدلال کیا ہے کیونکہ رسول سے مراد فرشتہ ہے اور اظہار سے مراد وہ علم ہے جو کسی واسطہ کے بغیر ہو، کرامات اولیا فرشتوں کے واسطہ سے صدور پذیر ہوتی ہیں۔ جیسے ہمیں بعض احوال قیامت کا علم انبیاء کے ذریعہ ہو چکا ہے۔ صاحب بیضاوی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ پانچ امور غیبیہ میں سے

بعض پر ❶ اولیاء اللہ کو مطلع کر دیتا ہے۔

صاحب مدارک نے ایک اور جواب بھی لکھا ہے کہ ولی اگر کسی واقعہ کی اطلاع دے اور وہ اسی طرح ہو بھی جائے تب بھی ولی کو اس پر یقین کامل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس اطلاع کا دارمدار یا تو خواب پر اور یا فراست پر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ہر وہ چیز جو ولی کے لیے کرامت ہوتی ہے وہ رسول کا معجزہ ہوتی ہے۔

اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ منجم جھوٹے ہوتے ہیں حالانکہ یوں نہیں بلکہ بعض منجموں کی خبریں سچی ثابت ہوتی ہیں۔

اسی طرح بعض وید اور طبیب جڑی بوٹیوں کے خواص بتلا دیتے ہیں۔ ایسی چیزیں عموماً غور و تامل سے معلوم نہیں ہوتیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یہ علم کسی رسول ہی سے حاصل ہوا جس کے آثار تو دنیا سے محو ہو چکے ہیں لیکن اس کا علم ابھی باقی ہے۔

تمت سورة لقمان والحمد لله على ذالك والصلوة والسلام على حبيبه محمد واله واصحابه اجمعين۔

سورة السجدة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ا۔ ہمیشہ خیر کی تخلیق اللہ تعالیٰ پر لازم نہیں شر کا وجود بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہے

﴿ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰـكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّىْ لَاَ مْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۝ ﴾ (۳۲: ۱۳)

''اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی راہ سمجھا دیتے لیکن میری طرف سے یہ بات طے شدہ ہے کہ میں جن وانس دونوں سے جہنم کو بھروں گا۔''

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ہم سب کو ہدایت دینا چاہتے تو ہم ہر ایک کو ایسی راہ پر ڈال دیتے کہ اس پر چل کر وہ ہدایت یافتہ ہو جاتا اور دنیا ہی میں ہر قسم کا لطف و کرم کر دیتے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا کیونکہ یہ امر بھی طے شدہ ہے کہ ہم نے جہنم کو جن وانس ہی سے بھرنا ہے۔ اسی بنا پر وہ تسلیم و رضا کو چھوڑ کر تردید و انکار کی راہ اختیار کرتے ہیں اور اس طرح دوزخ کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

اس آیت میں معتزلہ کے اس مسلک کی تردید ہے کہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہے کہ وہ دنیا میں خیر ہی پیدا کرے۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کو ایسے مواقع عطا کئے ہیں جن کے ذریعہ ہر ایک ہدایت پا سکتا ہے لیکن انہوں نے خود ہدایت اختیار نہیں کی۔ شیاطین نے انہیں گمراہ کر دیا۔ اور آیت کے یہ معنی کرنے کے لئے انہوں نے مشیت کی تاویل کر کے تخییر کر دیا ہے اور آیت کا معنی اس

---

❶ اطلاع علی الغیب اور عالم الغیب دونوں میں فرق ہے۔ اطلاع علی الغیب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو بھی کسی وقت ہو سکتی ہے اور عالم الغیب ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ جس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اطلاع علی الغیب کے لفظی اشتراک کا سہارا لے کر علم غیب کسی کے لیے ثابت کرنا قطعی درست نہیں۔ (محمد احمد)